رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

نورافشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔اے ۱۴۷ وارث روڈ۔ لاہور } چیف ایڈیٹر

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ۔ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔اے ایبٹ روڈ۔ لاہور } مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر نورافشاں ہونا چاہئے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نورافشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۴ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۳ ستمبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۳۶

غزل

جناب سید رضا حسین کے قلم سے

آقائے دوجہاں ہو تو عیسیٰ مسیح ہے۔
ہم سب کا پاسباں ہے تو عیسیٰ مسیح ہے

ہر رگِ گُل سے جلوۂ عیسیٰ ہے آشکار
ضو بخشِ گلستاں ہے تو عیسیٰ مسیح ہے

ہے بحرِ معصیت کے لئے کشتیِ نجات
طوفاں میں کشتی باں ہے تو عیسیٰ مسیح ہے

اعمال خواہ نیک ہوں یا بد ہے خیال
ملجائے عاصیاں ہے تو عیسیٰ مسیح ہے

دونوں جہاں میں ساری بلاؤں کے واسطے
ہر شخص کی اماں ہے تو عیسیٰ مسیح ہے

اے طالبانِ حق ہے کدھر آپکا خیال
مختارِ دوجہاں ہے تو عیسیٰ مسیح ہے

سب کچھ ہو اُسکے ہاتھ میں دوزخ ہو یا بہشت
ہر شے پہ حکمراں ہے تو عیسیٰ مسیح ہے

سُن لو یہ پندِ گوشِ نصیحت نیوش سے
گر قاسمِ جناں ہے تو عیسیٰ مسیح ہے

ہیں اور انبیاء بھی اولوالعزم اے رضا
رُوحِ خدا اگر ہے تو عیسیٰ مسیح ہے۔

رنگ رسا

باعثِ فضلِ خدا اپنی ندامت ہو گئی
بندۂ ناچیز کو رب سے محبت ہو گئی
منکشف دل پر سرِ عرفانِ حقیقت ہو گئی
بس اُسی دن سے عیاں شانِ حقیقت ہو گئی
جبکہ تیرے عشق پر مائل طبیعت ہو گئی
شانِ وحدت آئینہ دارِ حقیقت ہو گئی

اے خوشا قسمت گناہوں سے برأت ہو گئی
ایسی اعلےٰ خاک کے پُتلے کو رحمت ہو گئی
اب یہ منزل جلوہ گاہِ حُسنِ قدرت ہو گئی
لوحِ دل پر نقش جب سے اُسکی قدرت ہو گئی
خود بخود دشمن بُرے کاموں سے نفرت ہو گئی
اس طرح دنیا پہ ظاہر تیری قدرت ہو گئی

خواب میں حاصل ہوا دیدار ابن اللہ کا
بند آنکھیں جب ہوئیں بیدار قسمت ہو گئی

اب نہیں ممکن کہ لب تک آسکیگا ذکرِ غیر
اک زباں تھی سو خدا کی وصفِ مدحت ہو گئی

ہو گئی بیعت جنہیں خونِ مسیحِ پاک سے
بس اُنہیں بیماریِ عصیاں سے صحت ہو گئی

جبکہ شامل ذات میں تھے تو خدائی کے تھے غم
مجھے بندہ بندگی کرنے کی عادت ہو گئی

دل میں یادِ اللہ کی اور لب پہ اوصافِ مسیح
دونوں عالم کی مرے قبضہ میں دولت ہو گئی

خونِ عیسیٰ کے ہر اک قطرے سے آتی ہے صدا
میرے دم سے موجزن دنیا میں رحمت ہو گئی

نورِ عیسیٰ سے ہمارا دل منور ہو گیا
عشقِ خالق بڑھ گیا دنیا سے نفرت ہو گئی

ہر بلائے آسماں ہے کامیابی کی اُمید
وصل کی تمہید اپنی شامِ فرقت ہو گئی

رمزِ کُن علمِ حقیقت اک جہانِ معرفت
اک ذرا سے دل میں پیدا اتنی وسعت ہو گئی

ہو گئے قسمت سے ہم بندے مسیحِ پاک کے
اے زہے تقدیر حاصل کیا سعادت ہو گئی

ہو گیا جب دل مرا محوِ خیالِ عینِ ذات
مٹ گئے ہستی کے جھگڑے غم سے فرصت ہو گئی

عشق کی دیوانگی میں مٹ گئے سارے ملال
رنج سے فرصت ہوئی اور غم سے راحت ہو گئی

آنکھیں اندھوں کو عطا کیں اور دئے مردے جلا
آپ کے اعجاز کی دنیا میں شہرت ہو گئی

کوچ کا ہنگام ہے اور کچھ نہیں زادِ سفر
آ گئی پیری جوانی آہ رخصت ہو گئی

بڑھ چلا دیوانگی سے جذبِ اُلفت کا اثر
اک تماشا گاہِ عالم اپنی حالت ہو گئی

اے رسا شہرت ہے محشر میں کہ آتے ہیں مسیح
اب گنہگاروں کو امیدِ شفاعت ہو گئی۔

رسا بریلوی

ناظرینِ نورافشاں! خدا کی حمد اور تعریف ہو کہ جس نے کاتب نورافشاں کے لڑکے کو صحت بخشی۔ لڑکا اب چلنے پھرنے لگ گیا ہے۔

لائل پور چرچ پلپٹ

اعلیٰ رُتبہ کی خواہش

متی ۲۰: ۲۱

ہمارے خداوند یسوع مسیح یروشلم کی طرف جارہے ہیں۔ غالباً یہ اُن کا آخری سفر یروشلم کی طرف ہے۔ راستے میں حسب معمول اُن کے ساتھ ایک بھیڑ کی بھیڑ جارہی ہے جنکو وہ تمثیلوں میں کلام سُناتے جاتے ہیں۔ آخر راستے میں اپنے شاگردوں کو الگ لیجاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کسی پگڈنڈی کو اختیار کرلیا ہو۔ جو کسی الگ جگہ میں سے جاتی ہو۔ جہاں زیادہ اچھا موقع تھا کہ وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ علیحدہ ہوکر گفتگو کرے۔ چنانچہ ۲ آیت میں ذکر ہے کہ یروشلم جانے میں بارہ کو الگ لے گیا اور راہ میں اُن سے کہا کہ دیکھو ہم یروشلم کو جاتے ہیں اور ابن آدم سردار کاہنوں اور فقیہوں کے حوالے کیا جائیگا اور وہ اس کے قتل کا حکم دینگے اور اسے غیر قوموں کے حوالے کرینگے تاکہ وہ اُسے ٹھٹھوں میں اُڑائیں اور کوڑے ماریں اور صلیب پر چڑھائیں اور وہ تیسرے دن زندہ کیا جائے۔" معلوم ہوتا ہے کہ شاگردوں کے خیال باوجود مسیح کی اس صاف آگاہی کے کہ مسیح دکھ اُٹھائیگا ایک بادشاہت کی طرف لگے ہوئے تھے وہ اسرائیل کی دنیوی بادشاہت کی امید رکھتے تھے اور دل ہی دل میں یہ سمجھتے تھے کہ اس سلطنت کے اراکین وے خود ہونگے۔ چنانچہ اُن کے یہ خیالات کسی نہ کسی صورت میں ظاہر ہوجاتے تھے۔ کہیں تو وہ پوچھتے ہیں کہ وہ سلطنت کب آئیگی۔ کہیں اس بات پر جھگڑا ہوتا ہے کہ اس سلطنت میں بڑا کون ہوگا۔ گویا کہ وزیر اعظم کی آسامی کے لئے پیش بندی ہورہی ہے۔ ہماری وعظ کی آیتیں بھی اسی خیال کو ظاہر کرتی ہیں۔ یعقوب اور یوحنا کی ماں مسیح کے پاس آکر درخواست کرتی ہے۔ نہیں بلکہ درخواست پر سفارش کرتی ہے کہ فرما کہ تیری بادشاہت میں میرا ایک لڑکا تیرے دائیں اور دوسرا تیرے بائیں ہاتھ بیٹھے گویا سلطنت کے سب سے اعلےٰ عہدوں کے لئے درخواست ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اُن کی ماں کے دل میں اپنے بچوں کے لئے بڑی اعلیٰ اُمنگیں ہیں۔ اس کی خواہش اپنے بچوں کے لئے بڑی اچھی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ اُس کے بچے سب سے اعلےٰ جگہ کو پُر کریں۔ یہ ہر ایک ماں کا حق ہے کہ اپنے بچوں کے لئے سب سے اعلےٰ جگہ تجویز کرے تاکہ وہ دُنیا میں مفید لوگ بنیں اور مشہور لوگوں میں شمار کئے جائیں۔ تاہم مسیح کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خوشنصیب ماں کی اس ظاہراً نیک خواہش کی تہ میں کچھ اور باتیں بھی ہیں جو باعث عبرت ہیں اور جن سے چند ایک سبق سیکھ سکتے ہیں۔

اوّل معلوم ہوتا ہے کہ زبدی کے بیٹے اور زبدی ان کی ماں اس بات کو محسوس کرتے تھے کہ جس اعلےٰ رتبہ کی درخواست وہ کرتے ہیں وہ اس کے ساتھ بڑی بھاری ذمہ واری بھی ہے۔ وہ پیالہ یہی ذمہ واری اور خدمت ہے کہ جو سب سے بڑا عہدیدار ہے وہ سب کا خادم ہے۔ تم میں سے جو بڑا ہو وہ سب کا خادم ہو۔ یاد رکھیں ہر ایک اعلےٰ جگہ کے ساتھ ایک اہم ذمہ واری ملحق ہے۔ محض اعلےٰ رتبہ کی خواہش رکھنا اور اس ذمہ واری کو محسوس نہ کرنا جو اُس رتبہ والے پر لازم آتی ہے یا اس ذمہ واری کو پورا نہ کرنا۔ ایسی خواہش ایک ایسی شاخ ہے جو کہ لالچ کی جڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ زبدی کے بیٹوں کی ماں کے دل میں اپنے بچوں کے لئے فقط یہی خواہش تھی کہ وہ مسیح کی بادشاہت میں سب سے اعلیٰ جگہ پُر کریں۔ وہ اس بات کو محسوس نہیں کرتی تھی کہ مسیح کی بادشاہت میں سب سے اعلیٰ رکن ہونا ایک بڑی اہم ذمہ داری کو طلب کرتا ہے۔

ایک اور بات خاص ماؤں کے لئے اس سے نکلتی ہے۔ ماؤں میں بے شک اپنے بچوں کے لئے اعلیٰ رتبہ کی خواہش ہونی چاہئے مگر چاہئے کہ مائیں اپنی ان خواہشوں کے مطابق اپنے بچوں کی تربیت کریں۔ وہ ماں جسکی خواہش ہے کہ میرا لڑکا بڑا ہوکر ایک اعلیٰ منصف بنے۔ اور اُسکو اعلےٰ تعلیم دینے سے غافل رہتی ہے اور عدل اور انصاف کے اعلےٰ نمونہ پیش کرنے کی بجائے گھر میں بچوں کے سامنے بے انصافی اور رشوت کے بُرے نمونے پیش کرتی ہے وہ کب توقع رکھ سکتی ہے کہ اُس کا بیٹا دنیا میں اعلےٰ جگہ کو پُر کریگا۔ کیونکہ اس اعلےٰ عہدے کے مطابق اُسکی تعلیم اور تربیت نہیں ہوئی اور اگر بالفرض ایسا شخص کسی اعلےٰ عہدے تک پہنچ بھی جائے تو آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ وہ اُس عہدے کی ذمہ واری کو پورے طور سے نبھا نہیں سکیگا۔

ایسی ہی غلطی عام طور سے دنیا میں ہوتی ہے۔ لوگ اعلےٰ عہدوں اور اونچے مرتبوں کو ڈھونڈتے ہیں جس سے وہ عزت اور اختیار اور دنیوی مال ہی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پر اس اعلےٰ مرتبہ کی اہم ذمہ واری پر سنجیدگی سے غور نہیں کرتے۔

مذہبی خدمت میں یہ غلطی عام ہے۔ لوگ دینی خدمت کو دوڑ کے لینا چاہتے ہیں۔ مگر ذرا بیٹھ کے غور نہیں کرتے کہ کس قدر اہم ذمہ واری۔ کس قدر جواب دہی۔ کس قدر خدمت۔ کس قدر خود انکاری اس عہدے کے ساتھ لگی ہوئی ہے وہ اس پیالہ کو پینے کو تیار نہیں ہوتے ہیں جو اعلیٰ دینی رتبہ طلب کرتا ہے۔

ایک اور بات خداوند مسیح کے جواب میں پائی جاتی ہے کہ اعلےٰ رتبہ اور مرتبہ کی راہ صلیب کی راہ ہے عظمت صرف خدمت ہی سے ہے۔ وہ اعلیٰ جگہ کی تلاش کرتا چاہتے ہیں۔ ضرور ہے کہ خدمت اور خود انکاری کے راستے سے وہاں تک پہنچیں۔ فقط صلیب ہی جو انسان کو بلند کرسکتی ہے۔ وہ شخص جو سچ مچ دنیا میں مشہور ہوئے ہیں اور اس میں کچھ مفید ثابت ہوئے ہیں اور جنہوں نے اس دنیا کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے وہی ہیں جنہوں نے صلیب کی راہ اختیار کی۔ جنہوں نے دوسروں کی بہتری اور بہبودی کے لئے اور دوسروں سے بھلائی کرنے کی خاطر اپنا انکار کیا۔ اپنے حق کو چھوڑا۔ اپنے وطن اور اچھی زندگی کو دوسروں کی خاطر دے ڈالا یاد رکھیں۔ دولت کا لالچ اور عزت کی خواہش انسان کو ہمیشہ نیچا کرتی اور اُسے دوسروں کے لئے بیجا تک

دیکھو صفحہ ۱۱

نورافشاں

مطبوعہ ۳ ستمبر ۱۹۲۶ء

نورافشاں کے مضامین پر نظر

فخر قوم جناب مسٹر جے۔ ڈانیل صاحب پرنسپل گجرات مشن سکول کا مضمون سوراجیہ کے متعلق نہایت ہی نیا بھی اور ضروری ہے بلکہ ہماری ملکی مشکلات کا واحد حل ہے جبکہ ہموطن ہندو مسلم نفاق و فساد کو دور کرنے کی تجاویز کی تلاش میں مصروف ہیں جبکہ ہندو مسلم بزرگ اس کوشش میں سرگرم کار ہیں کہ ہندو مسلم اتحاد جلد قائم و ثابت ہو جبکہ ہر ایک ہموطن اس بات کو جان رہا ہے کہ جب تک ہندوستان کے مختلف گروہوں میں باہمی اتفاق و اتحاد نہ ہو تب تک ہندوستان کو سوراجیہ مل ہی نہیں سکتا ہے۔ ایسے حالات کے درمیان جناب مسٹر جے۔ ڈانیل صاحب کا انجیل مقدس سے ہندو مسلم اتحاد کے امکان کی صورت پیدا کر دکھانا آپ ہی کا کام تھا۔ ہم ناظرین کرام اور دیگر ہندو مسلم اخبارات کی توجہ آپ کے مضمون کی طرف کرانا چاہتے ہیں اور بتلانا چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد صرف انجیل کی بنیاد پر قائم ہو سکتا ہے۔ انجیل مقدس ہندو مسلمانوں کے لئے ایک درمیانی ہے۔ جس سے کسی فریق کو تعصب نہیں ہے۔ اگر ہمارے ہندو مسلم پیشوا مسٹر ڈانیل کے خیالات کی قدر کریں تو آج ہندو مسلم نفاق کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ انجیل مقدس مسلمانوں کے نزدیک تو ہر معانی میں قابل قدر کتاب ہے اس لئے مسلم صاحبان کو انجیلی بنیاد پر اتحاد کرنے میں ہرگز عذر نہیں ہو سکتا ہے۔

ہم فخر قوم پادری برکت اللہ صاحب کے مضمون کی طرف خاصکر ناظرین کرام کی توجہ کو مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ آپ کا قیمتی مضمون مسیحیت کی تجدید رج جو اسی نمبر میں شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ مضمون کسی قدر طویل ہے۔ پر نہایت عالمانہ اور پر لطف ہے۔ جیسا مضمون اہم و ادق ہے۔ ویسا ہی اس کا راقم بھی بفضل خدا اعلیٰ ہے۔ اگر ناظرین کرام صبر اور سمجھ کے ساتھ اس مضمون کی تلاوت فرمائینگے تو بفضل خدا اس سے کثیر فوائد حاصل کرینگے۔ ہماری دلی تمنا ہے کہ پادری صاحب ہمیں تواریخ کلیسیا ہی ہند کی پوری کتاب پڑھائیں۔ ایک ورق کی تلاوت سے ہماری ہرگز تسلی نہ ہوگی ؞

اسی نمبر میں فخر قوم جناب پادری وزیر چند صاحب کا مضمون بھی درج اخبار کیا گیا ہے۔ آپ کسی نہ کسی وجہ سے کچھ عرصہ تک نورافشاں میں مضمون بھیجنے سے معذور رہے۔ لیکن شکر کا مقام ہے کہ آپ نے نورافشاں کو یاد رکھا اور فرصت پا کر پھر اپنے قیمتی خیالات کو رقم فرما کر ہمارے پاس روانہ فرماتے ہیں تاکہ ناظرین نورافشاں ان سے فائدہ اٹھائیں۔ آپ کا مضمون لائلپور چرچ پلیٹ کی ذیل میں درج ہے۔ ہمیں قوی امید ہے کہ پادری صاحب ممدوح پھر آگے کو بھی نورافشاں کو یاد فرماتے رہینگے ؞

ہم اپنے قابل فخر ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ صاحب کے مضامین کی طرف ناظرین کی خاصکر توجہ پھیرا چاہتے ہیں کہ گو آپ کے مضامین ادق اور کسی قدر طویل ہوتے ہیں پر علمیت و معلومات کا خزانہ ہیں۔ انہیں غور و فکر سے پڑھنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ہی مولوی صاحب سے اس قدر گذارش بھی کیا چاہتے ہیں کہ آپ اپنے مضامین کو مختلف سرخیوں سے تقسیم فرما دیا کریں تو نہایت بہتر ہو قلیل الفرصت اصحاب ایک ہی سرخی کی ذیل میں طویل مضمون دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں اور شروع سے پڑھ کر ختم کرنے کو دشوار کام سمجھا کرتے ہیں۔ امید ہے کہ مولینا آگے کو اس بات کا بھی خیال رکھینگے۔

نورافشاں کے کالموں میں فخر قوم پادری عبدالحق صاحب کی خدمات کے متعلق اکثر ذکر اذکار شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں پادری صاحب کی خدمات کی فضیلت مسلم مولوی صاحبان کے مقابل بیان ہوتی رہتی ہے۔ ہم ناظرین کرام کو آگاہ کر دینا چاہتے ہیں کہ پادری عبدالحق صاحب کی یا پادری سلطان محمد پال صاحب کی یا مولوی حشمت اللہ صاحب کی مسلمانوں میں خدمت کے یا ان کی خدمت کی فضیلت کے معنے ہرگز مسلمانوں کے مخالفوں کی فضیلت کے نہیں ہیں۔ بلکہ جیسے یہودیوں میں پولس رسول کی خدمات کی فضیلت کے معنے ہیں ویسے ہی بلکہ اس سے بھی قریب تر پادری عبدالحق اور دیگر صاحبان کی خدمت کی فضیلت کے معنے ہیں مسلم اور مسیحی اس رشتہ سے بہت زیادہ قریب تر ہیں جو مسیحیوں اور یہودیوں میں ہے پس مسیحی واعظین کا مسلمانوں پر غلبہ ہرگز مخالفوں کے غلبہ کا سا نہیں ہے۔ بلکہ بھائیوں کا بھائیوں پر غلبہ و فضیلت کا سا ہے۔ مسیحیوں کو عام طور سے یہ بات سمجھ لینا چاہئے کہ مسیحی اور مسلمان مذہبی طور سے نہ صرف ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہیں بلکہ بھائی ہیں۔ اگرچہ ہندو بھی ہمارے دشمن نہیں بلکہ بھائی ہیں۔ پر ان سے مذہبی تقرب اسقدر نہیں جیسا کہ مسلمانوں سے ہے۔ اس لئے مسیحیوں کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کی کمزوریوں کو برداشت کریں۔ کیونکہ وہ مذہبی طور سے ہمارے بھائی ہیں۔ ان میں اور ہم میں اصول مذہب کا اختلاف نہیں۔ صرف فروعات کا ہی اختلاف ہے اور ایسا اختلاف خود ہم مسیحیوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

آخر میں ہم فخر قوم ڈاکٹر سموئیل صادق ایم۔ اے۔ پی ایچ۔ ڈی کی یاد دہانی بغیر اپنے اس نوٹ کو ختم نہیں کر سکتے۔ آپ علامہ ہونے کے ساتھ بفضل خدا اعلےٰ درجہ کے ناظم و ناثر ہیں۔ آپ کو نورافشاں سے بھی محبت ہے۔ ہمیں قوی امید ہے کہ آپ اپنی معلومات کے فیوض سے قوم کو فیضیاب کرنے کے لئے زرافشانی کو فروگذاشت نہ کرینگے۔ (باقی پھر)

کلکتہ ۲۷ اگست۔ ایک اردو کا ٹریکٹ کہ جس کا عنوان "مسلمانو خبردار ہو جاؤ۔ نہیں تو ہندو تمہیں کھا جائینگے" ہے کے سلسلے میں میسرز ایس۔ ایم صدیق اور ایم صدیق کو گرفتار کیا گیا ہے۔

مسیحیت کی تجدید

اور

تاریخ کلیسیائے ہند کا ایک ورق

جناب مدیر صاحب نور افشاں زاد لطفہٗ تسلیم

چند ہفتے گذرے نور افشاں میں "تجدید مسیحیت" کے زیر عنوان چند ایک مضامین شائع ہوئے تھے۔ اس وقت میرا ارادہ ہوا کہ اس مضمون پر کچھ خامہ فرسائی کروں لیکن عدیم الفرصت رہا۔

آجکل بالعموم یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ مسیحیت کوئی مغربی مذہب نہیں اور ربنا المسیح ایک مشرقی شخص تھا لہٰذا مسیحیت کو مشرقی اور بالخصوص ہندی جامہ پہنانا چاہئے۔ تاکہ ہمارے وطن کے خیالات اور رسوم و اطوار کے مطابق ہو اور وہ ہم کو اور ہمارے غیر مسیحی ہموطنوں کو کوئی اجنبی شے معلوم نہ ہو اور مسیحی عقائد کو ہندی خیالات کے مطابق ڈھالنا چاہئے اور مسیحی رسوم کو ہمارے وطن کے رسوم کے مطابق ہونا چاہئے۔ اس خیال میں بہت کچھ صداقت پائی جاتی ہے۔ لیکن جیسا آپ کے ناظرین کو غالباً معلوم ہوگا۔ ہندوستان میں تقریباً تین صدیاں گذریں اس خیال پر کلیسیائی مبلغین نے عمل پیرا ہو کر ایک نہایت وسیع پیمانہ پر ڈیڑھ سو سال تک تجربہ کیا تھا۔ اُنہوں نے مسیحیت کو ہندی لباس میں ملبس کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس زمانہ میں کلیسیائے ہند کی تاریخ کے اُس دور پر نظر کریں۔ جب یہ تجربہ کیا گیا تھا۔ تاکہ اس تجربہ سے ہم بھی سبق حاصل کریں اور مسیحیت کو ہندی خیالات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش میں ان غلطیوں کو زیر نظر رکھیں جنکی وجہ سے ڈیڑھ سو سال کا کام اور مسیحی مبلغین کی ایثار نفسی کا پودا بے پھل ہی رہا۔ ہر عاقل شخص اپنی زندگی کے گذشتہ تجربہ سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور ہندوستانی کلیسیا کا بھی فرض ہے کہ دور حاضرہ میں اپنے خیالات کو اور لائحہ عمل کو زمانہ ماضی کے تجربہ کی روشنی میں دیکھے۔ اور جو غلطیاں ہمارے بزرگوں سے سرزد ہوئیں اُن سے خبردار رہے ع

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

مقدس فرانسس زیویئر جنوبی ہند کے غریب "پراواں" مسیحیوں میں بالعموم کام کرتا رہا۔ یہ لوگ مدورا کے ایک راجہ کے خراج گذار تھے اور عموماً اُسکی راجدھانی میں آمد و رفت کرتے تھے۔ مدورا اُن دنوں میں ایک بڑی زبردست سلطنت کا صدر مقام تھا۔ اس میں دیوتا سکوندر کا عظیم الشان مندر بھی تھا۔ اس زمانہ میں یہ دار السلطنت علم و فضل کا مرکز اور برہمنوں کا گویا گڑھ تھا۔ اس میں دس ہزار برہمن طلبا تعلیم پاتے تھے۔ وجیانگر کے مہاراجہ اور مدورا کے راجہ نے اُستادوں اور طالب علموں کے لئے جاگیریں بھی وقف کر دی تھیں۔ اس مقام پر مدت تک مسیحی مبلغین کی آنکھ لگی تھی اور سنہ ۱۵۹۲ء میں مدورا ایک تبلیغی مرکز بن گیا۔ تاکہ وہاں اونچی ذاتوں میں مسیحیت کی اشاعت ہو سکے۔ پادری گونسلو فرنینڈیز اس مقام میں مبلغ تھا۔ اسکو راجہ نے مدورا میں پراواں مسیحیوں کے لئے ایک گرجا تعمیر کرنے کی اجازت دی اور وہ اس جگہ چودہ سال تک کام کرتا رہا۔ لیکن اونچی ذاتوں میں سے ایک شخص بھی مسیحی نہ ہوا۔ مدورا میں ایک ایسے مبلغ کی ضرورت تھی جو برہمنوں میں کامیابی کے ساتھ کام کر سکے اور انجمن عیسوی نے رابرٹ ڈی نوبلی کو وہاں بھیجا۔

رابرٹ ڈی نوبلی سنہ ۱۵۷۷ء میں علاقہ ٹسکنی میں پیدا ہوا۔ وہ ایک عالی نسب شخص تھا۔ پوپ مارسلس دوم اس کا دادا تھا۔ پوپ جولیس سوم اس کا رشتہ دار تھا اور مشہور کارڈنیل بیلارمن اس کا چچا تھا۔ وہ نیپلز میں انجمن عیسوی میں شریک ہوا اور وہاں اپنے علم و فضل اور لیاقت و تدبر کی وجہ سے ممتاز تھا۔ سنہ ۱۶۰۵ء میں اس نے سرزمین ہند میں اپنا قدم رکھا اور اس کا منزل مقصود مدورا تھا۔ مدورا پہنچ کر اس نے اپنے گرد و پیش کے حالات پر غور کیا اس کے سامنے مشکلات کا پہاڑ کھڑا تھا۔ ایک ہندو ریاست میں مسیحیت کی اشاعت آسان بات نہ تھی۔ انجمن عیسوی کے رسول زیویئر کو ان مشکلات سے سابقہ نہ پڑا تھا۔ اس کو وفات کئے پچاس سال گذر گئے تھے۔ لیکن انجمن عیسوی کے مبلغین اُسی کے نقش قدم پر چلتے تھے اور اُسی کے طریقے استعمال کرتے تھے۔ زیویئر کے تبلیغی کام کو پرتگیزی حکام اور پرتگیزی طاقت کا سہارا تھا۔ لیکن مدورا میں اس قسم کی امداد غیر ممکن تھی۔ اس راجدھانی میں نہ صرف پرتگیزوں کا کوئی دخل اور رسوخ ہی نہ تھا بلکہ ان کے ظلم اور استبداد کی وجہ سے تمام ملک اُن سے نفرت رکھتا تھا اور لفظ "فرنگی" سخت نفرت اور حقارت کا لفظ ہو گیا تھا۔ برہمن "فرنگیوں" سے کسی طرح کا میل جول یا برتاؤ نہیں رکھتے تھے۔ کیونکہ وہ گائے کا گوشت کھاتے اور شراب پیتے تھے۔ اور اچھوت پراواں مسیحیوں سے باہم ملتے تھے۔ پس مسیحیت کی اشاعت کے لئے تبلیغی طریقوں کو بدلنا نہایت ضروری تھا۔ بالخصوص جب چودہ سال تک اس برہمنی قلعہ میں باوجود اَن تھک کوششوں کے ایک برہمن بھی مسیحی نہ ہوا۔ ڈی نوبلی نے خیال کیا کہ فروعات زمانہ کے مطابق تبلیغی طریقوں میں فوری تبدیلی مقدم چیز ہے۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ چونکہ ذات پات کا خیال برہمنوں کے مسیحی ہونے میں حائل ہے۔ لہٰذا ایک پرتگیزی مبلغ کے لئے جو گائے کا گوشت کھانے والا اور شراب پینے والا اور اچھوت ذاتوں میں کام کرنے والا ہو مدورا جیسے شہر میں کامیابی کی صورت دیکھنا ایک ناممکن الوقوع امر تھا۔ ڈی نوبلی نے ان امور پر غور و خوض کرنے کے بعد یہ خیال کیا کہ ربنا المسیح انسانوں کو نجات دینے کی خاطر انسان بنا اور پولوس رسول نے فرمایا کہ "میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا۔ . . بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا۔ . . کمزوروں کے لئے کمزور بنا۔ . . میں سب آدمیوں کے لئے سب کچھ بنا ہُوا ہوں تاکہ کسی طرح سے بعض کو بچاؤں"۔ (۱ کر ۹ : ۲۰) (عظیم الشان



ہستیوں کا نمونہ پیش نظر رکھ کر اُس نے کہا "میں بھی ہندوستانیوں کو بچانے کی خاطر ہندوستانی بنونگا"۔ پس اس نے یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ برہمنوں کو بچانے کی خاطر وہ بھی برہمن بن جائے اور ہر طرح کی مغربی بات سے پرہیز کر کے برہمنوں کے درمیان کام کرے اور انکو اپنے خداوند اور منجی کے قدموں کے پاس کھینچ لائے یہ لائحہ عمل کوئی آسان کام نہیں تھا۔ کیونکہ ہندوستان جیسے ملک میں اچھوت ذاتوں میں رہ کر کام کرنا اور اُنکو بچانے کی خاطر اچھوت بننا آسان ہے لیکن برہمن بننا نہایت مشکل امر ہے۔ کیونکہ برہمن پیدایشی برہمن ہوتے ہیں اور کسی مغربی باشندے کا اپنے آپ کو برہمن ظاہر کرنا اور کسی پر اُس کا راز فاش نہ ہونا ایک نہایت مشکل امر تھا۔ اس غرض کے لئے برہمنوں کی زبان اور اُن کے پرانوں اور شاستروں کا ماہر ہونا اُن کے مذہبی رسوم اور اُن کی معاشرتی زندگی وغیرہ کو تفصیل وار جاننا نہایت ضروری اور لازمی امور ہیں۔ لیکن ڈی نوبلی جیسے شخص کے لئے ان مشکلات پر غالب آنا ایک معمولی بات تھی۔ وہ نہ صرف صاحب علم و فضل ہی تھا بلکہ عالی حوصلہ۔ صاحب ہمت اور اولوالعزم شخص بھی تھا۔ اُس نے اپنے تبلیغی طریقہ کے لئے اپنے افسر اعلیٰ اور گوآ کے صدر اسقف سے اجازت حاصل کر لی اور خدا کا نام لے کر اس لائحہ عمل پر کام کرنے لگا۔

(باقی باقی) برکت اللہ

کرشن نگر (بنگال) سے ۳ میل کے فاصلہ پر ایک زمیندار نے ۲۲ اگست کو اپنی ماں کو قتل کیا۔ بعد ازاں اپنی عورت اور ننھی لڑکی کو بھی ان کے ساتھ تلوار سے کاٹ ڈالا اور آگ کی کنڈ جلا کر اس میں لاشوں کے ٹکڑے ڈالنے لگا جب پڑوسیوں کو اُس کے گھر سے بدبو آئی تو انہوں نے تھانیدار کو بلایا۔ اس دوران میں وہ بھری ہوئی بندوق اور خون آلود تلوار لیکر اپنے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ تھانیدار کو اس کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس موقعہ پر آیا جس نے اسے گولی کا نشانہ بنایا۔

(بندے ماترم)

مناظرۂ قصور

نمبر چہارم

پھر وہ خدا کے جلال کی رونق

Απαυγασματης

δοξης αυτου

اور اس کی ذات یا ماہیت کا نقش (عبرانی ۱/۳)

Χαρακτηρ τηςυπος

τασεως αυτου

کہلاتا ہے۔ خدا کے جلال سے کیا مراد ہے؟ توریت۔ زبور اور صحف الانبیاء میں جلالِ الٰہی سے الٰہی اوصاف کا مجموعہ مراد ہے۔ اسی مطلب کو بالفاظ دیگر یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ خدا کا جلال خدا کی ذات ہے جس میں جمیع اوصافِ الٰہی متمکن ہیں۔ مسیح اس جلال یعنی اس ذات کی رونق ہے۔ یونانی زبان میں لفظ اپوگیسما Απαυγασμα آیا ہے۔ اپوگیسما جلال کی شعاع ہے جو اُس جلال سے صادر ہوتی ہے۔ وہ شعاعِ آفتاب ہے۔ اس اعتبار سے مسیح خدا کی ذات کا مظہر قرار پاتا ہے۔ وہ اُسی کے نور سے صادر ہوتا ہے۔ اور وہ اُسی کے نور میں ہے اور اُسی سے صادر ہو کر اُس نور کو ظاہر کرتا ہے یعنی وہ ازل سے خدا کی ذات میں موجود ہے اور اسکی ذات و صفات کو مثلِ شعاعِ آفتاب منور کرتا اور ہم پر روشن کرتا ہے۔ اس لئے مسیح کلمۃ اللہ کی شان میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ تمام عالموں سے پیشتر (ازلی) مولود ہے۔ خدا سے خدا

θεος εκ θεου اور نور سے نور

φως εκ φωτος اور حقیقی خدا سے

حقیقی خدا یعنی θεοςαληθεινος

εκ θεου αληθινου

اور باپ کا ہم شکل یعنی

ομοουσιον τω πατρι

ہے۔ خداوند مسیح کا یہ بیان اُس کے اس خارجی تعلق کو بتا رہا ہے۔ جو مسیح کو خدا سے ہے۔ باقی رہا اس کا باطنی تعلق وہ آیت مذکورہ کے دوسرے جملہ سے واضح ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسیح خدا کی ذات کا نقش ہے یعنی جو کچھ خدا کی ذات میں ہے وہ اس کے نقش میں بھی ہے گویا مسیح خدا کی ذات کی چھاپ یا خاتم جوہرِ خدا ہے۔ خدا نادیدہ αορατος ہے۔ لیکن مسیح اُس نادیدہ خدا کی ظاہری صورت ہے۔ پھر مسیح کلمۃ اللہ کی بابت لکھا ہے کہ سب عالموں سے پیشتر مولود۔ اس یونانی آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہونا چاہئے کہ مکانوں اور زمانوں سے پیشتر یعنی ازل سے مولود ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ کسی خاص وقت میں باپ سے پیدا ہوا بلکہ اس سے وہ زمانہ مراد ہے۔ جو ازل سے ابد تک باپ اور بیٹے میں ہے دیکھئے عبرانی ۱: ۵ تا ۱۲ و مکاشفات ۲۲: ۱۳ و یسعیاہ ۴۴: ۶ و یوحنا ۱: ۱۔ سو بیٹے کی مولودیت سے اُسکی اقنومیت مراد ہے۔ نہ کہ اُسکی ماہیت کی مولودیت یا ولادت۔ اقنوم کو یونانی زبان میں υποστασις کہتے ہیں۔ لفظ اقنوم کی اصل آرامی زبان کا لفظ قنومہ ہے۔ اور یہ قنومہ صرف ذی عقل میں پایا جاتا ہے۔ حیوانِ مطلق میں نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ لفظ قنومہ اس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جو اپنے آپ کو پہچانتا ہو اور یہ کہہ سکتا ہو کہ میں ہوں پس اقنوم ایک ذی عقل فاعل مختار شخص کو کہتے ہیں جو میں۔ تو اور وہ۔ کا استعمال کر سکتا ہو اور خود کو پہچانتا ہو۔ یعنی خود دان ہو۔ پس خدا کی ذات جس میں یہ خاصہ ہو کہ کسی سے نہ ہو۔ یہ باپ کا اقنوم ہے۔ وہی ذات جس میں یہ خاصہ ہو کہ باپ سے ہے وہ بیٹے کا اقنوم ہے وہی ذات جس میں یہ خاصہ ہو کہ باپ اور بیٹے سے ہے یہ روح القدس کا اقنوم ہے۔

لفظ اقنوم سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی طرح آپ یہ نہ سمجھیں کہ عیسائی ایک ہی ذات کے تین خدا مانتے ہیں۔ خدا کے تین اجزا ہیں۔ کیونکہ اگرچہ یہ اقانیم ثلثہ قابلِ امتیاز ہیں تو بھی وہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہیں۔ باپ بیٹے میں اور بیٹا باپ میں یوحنا ۱۰: ۳۸ اور اسی طرح روح القدس باپ اور بیٹے میں ہے۔ افسوس ہے کہ اس لفظ سے بہتر

آج تک کوئی اور درست اصطلاح نظر نہیں آئی۔ اس لئے مجبوراً یہی لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ لفظ اقنوم اور تشخص ہم معنی نہیں ہیں۔ لفظ اقنوم سے صرف یہ مراد لی جاتی ہے کہ ایسا فاعل جو اپنی ہستی سے واقف ہے تشخصیت میں دو باتیں پائی جاتی ہیں۔ خود دانی اور خود مختاری۔ خود دانی یہ ہے کہ شخص اپنی ہستی سے واقف ہے اور اپنے آپ کو پہچانتا ہے کہ میں ہوں۔ اور وہ اپنے وجود کو قائم رکھنا چاہتا ہے اور خود مختاری وہ قوت ہے کہ جس سے ہم اپنے حال اور افعال پر اختیار رکھتے ہیں۔ مرضی تو حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے۔ لیکن خود مختاری صرف اُن ہی کو حاصل ہے۔ جو خود کو جانتے ہیں۔ اور وہ جو فعل کرنے والے ہیں اُسکو پہلے سے سوچ سکتے ہیں تشخصیت صرف رُوح میں ہوتی ہے۔ جسم میں نہیں ہوتی۔ اس لئے خدا اور فرشتے اور انسان لفظ تشخص سے تعبیر کئے جاتے ہیں۔ حیوان مطلق اور مخلوقات جو انسان سے ادنےٰ درجہ پر ہیں۔ وہ تشخص میں داخل نہیں۔ اگر خدا میں تشخصیت نہ مانی جائے تو وہ انسان اور فرشتوں سے بھی ادنےٰ ہو جائیگا اور حکیم۔ قدیر اور علیم خدا نہ ہوگا۔

چونکہ خدا چشمۂ الوہیت πηγη θεοτητος اور بیٹے کی اصل یعنی αιτια υιου اور بیٹا λογος θεου ہے اور اس لئے بیٹا اپنی ذات کے اعتبار سے αυτοθεος یعنی بذاتہٖ خدا ہے اور اپنی اقنومیت کے اعتبار سے θεος εκ θεου یعنی خدا سے خدا ہے ابن اللہ λογος θεου یعنی خدا باپ کا لاگاس (عقل اور کلام) ہے۔ عقل اور کلام میں ایسا خاص تعلق ہے کہ انسب ہے کہ ایک ہی لفظ ان دونوں کے لئے ہو کیونکہ آدمی کا کلام اُس خیال کے مطابق ہے۔ جو کہ اُسکی عقل میں مرکوز ہے۔ کلام گویا عقل کا عکس ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ خیال پہلے عقل میں مُستتر رہتا ہے لیکن پھر کلام میں ظاہر ہوتا ہے۔ غرضیکہ جہاں تک ہماری ناقص عقل اس راز سربستہ اور بعید الفہم کو سمجھ سکتی ہے

اسی قسم کا کوئی خاص تعلق خدا باپ اور خدا بیٹے میں معلوم ہوتا ہے۔ عبرانی ۱: ۳ میں ہے کہ مسیح کلمۃ اللہ (اُس کے جلال کا پرتو اور اُسکی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔ چونکہ مسیح لوگاس تھیاؤ (کلمۃ اللہ) اپنی ذات کے اعتبار سے بذات خود خدا ہے اور اپنی اقنومیت کے لحاظ سے خُدا سے خُدا ہے اور یہ ایک نہایت ہی عمیق راز اور بعید الفہم بھید ہے۔ اس لئے اس فردی اور ازلی تولّد کی تعلیم کو جسمانی خیال سے محفوظ رکھنے کے لئے حسب ذیل محاورات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ کہ یہ تولّد

(۱) αχρονος یعنی وقت کی قید سے بری یعنی ازلی ہے۔ اور

(۲) ασωματος یعنی غیر جسمانی یا روحانی ہے اور

(۳) αορατος یعنی نادیدہ ہے اور

(۴) αχοριστος یعنی غیر متبدّل مقامی ہے یعنی یہ تعلق اُلوہیت کے اندر ہے۔ باہر نہیں ہے اور

(۵) απαθος یعنی بے حس یا بے تبدیل ہے اور

(۶) παντελως ακαταληπτος یعنی کلیتہً غیر مفہوم ہے لیکن اس عمیق مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ایک سادہ سی مثال دی جا سکتی ہے۔ جس طرح روشنی آگ سے صادر ہوتی ہے۔ اور یہی روشنی آگ میں بھی ہے اور خود آگ بھی ہے سوائے آگ ہی روشنی کا سبب ہے۔ روشنی آگ سے جُدا نہیں ہو سکتی اور نہ آگ اپنی روشنی سے جُدا ہو سکتی ہے کیونکہ جیسی آگ ہے ویسی اُسکی روشنی بھی ہے۔ یا بالفاظ دیگر جیسے نور آفتاب کے ساتھ اور گرمی آگ کے ساتھ۔ اور ندی چشمہ کے ساتھ اور جس طرح خیال عقل کے ساتھ **ایک** ہے۔ اسی طرح مسیح کی اُلوہیت بھی خدا باپ کے ساتھ **ایک** ہے۔ پس اگر ہم اپنے حواس سے بخوبی پہچان سکتے ہیں۔ کہ ایک شے دوسری شے سے بھی ہو اور اس چیز میں بھی ہو۔ تو بائبل کی اس صداقت کو کس طرح تسلیم نہ کریں کہ جس میں تاکید آئی ہے کہ مسیح خدا کا کلام اور اس کا ازلی بیٹا ہے۔

یاد رکھئے کہ انجیل مقدس میں کلام اور بیٹے کے استعمال میں یہ فرق ہے کہ بیٹے سے ہمیشہ یسوع مسیح مُراد ہے۔ یعنی خدا مجسم۔ اور کلمۃ اللہ سے اُلوہیت کا دوسرا اقنوم مراد ہے۔ بغیر اُسکی انسانیت کے کلام دوسرے اقنوم کا نام اس لئے ہے کہ جس طرح کلام سے مطلب اور خیال ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح بیٹے کے وسیلے سے باپ کا خیال ظاہر ہوتا ہے دیوحنا ۱: ۱۸۔ لیکن تھیالوجی میں لفظ کلام یہ ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کہ خدا بیٹے کا تولّد **جسمانی تولّد** نہیں ہے۔ بلکہ جس طرح آدمی کا کلام اُس کے دل سے پیدا ہوتا ہے اور یہ ایک طرح کی روحانی پیدائش ہے۔ اسی طرح خُدا بیٹے کا تولّد **ایک روحانی تولد** ہے۔ جب دل سے کوئی خیال پیدا ہوتا ہے تو اُس سے آدمی کا دل مُنقسم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ دل دل ہی اور کلام کلام ہی رہتا ہے۔ یعنیہٖ خدا کی ذات لاگاس (کلمہ) کے تولّد سے منقسم نہیں ہوتی آدمی کے کلام اور خدا کے کلمہ لاگاس میں اتنا فرق ہے کہ لاگاس تھیاؤ ایک اقنوم ہے اور اُس میں تشخصیت پائی جاتی ہے کیونکہ خدا **کامل** ہے اور انسان کے کلام میں اقنومیت اور تشخصیت پائی نہیں جاتی۔ کیونکہ وہ **ناکامل** ہے۔ جیسے کہ ہم کبھی یہ خیال کر ہی سکتے کہ کوئی وقت ایسا تھا کہ خدا بغیر کلام کے موجود تھا۔ ویسے ہی یہ بھی ممکن نہیں کہ ہم ایسا خیال کریں کہ کوئی ایسا وقت تھا کہ خدا اپنے بیٹے کے بغیر تھا کیونکہ اُس کا بیٹا اس کا کلام ہی ہے۔ پس ازلی تولید کے یہی معنی ہیں۔

ابن اللہ کے تولّد کے برابر نہ تو کوئی اور تولّد ہے اور نہ کوئی اور ابن اللہ ہے۔ الغرض ابن اللہ کا تولد کوئی **تمثیلی بات** نہیں۔ بلکہ یہی **اصلی تولد** ہے وہ حکم بنایا گیا۔ نہ وہ دیگر قاضیوں بادشاہوں وغیرہ کی طرح خدا کا فرزند ہے۔ بلکہ وہ متولد ازلی اکلوتا بیٹا ہے۔ جو باپ کی **ماہیت** سے ازل سے مولود ہے۔

(باقی پانچویں نمبر میں)

راقم۔ ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ۔ قصور
کوٹ پیراں۔ ضلع لاہور

کن اصولوں پر چلکر ہند سوراج حاصل کر سکتا ہے

گذشتہ سے پیوستہ

بعض لوگ مسیح یسوع کی تعلیم کو اس واسطے پسند نہیں کرتے کہ انجیل میں مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے مگر ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ انسان میں دو جزو حقیقی ہیں اول روح۔ دوم جسم جسمانی حالت و ضروریات انسانوں کی وہی ہیں جیسی کہ غیر ذی روح حیوانوں کی مگر روحانی اعتبار سے فرشتوں و دیگر ارواح سے رشتہ رکھتا ہو جس رشتہ و تعلق کو بوجہ ہونے روحانی رشتہ و تعلق کے ہم جسمانی طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ نہ اسکی تعبیر ہی پورے طور پر کر سکتے ہیں۔ مگر باایں ہمہ اس سے انکار بھی نہیں کر سکتے چنانچہ انجیل میں آیا ہے کہ نفسانی آدمی خدا کی روح کی باتیں قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ اسکے نزدیک بیوقوفی کی باتیں ہیں اور نہ وہ اُنہیں سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ روحانی طور پر پرکھی جاتی ہیں۔ اخط کرنت باب ٢ آیت ١٤ ہم جسمانی ہو کر انسان۔ خدا اور مسیح کے روحانی رشتہ کو کما حقہ سمجھ نہیں سکتے ہیں۔ قرآن نے بھی مسیح کو روح اللہ خاص طور پر کہکر جیسے کہ کسی اور انسان کی بابت نہیں کہا گیا۔ مسیح اور خدا کے رشتہ کی گہرائی کی طرف جو بعید از سمجھ ہے۔ اشارہ کیا ہے اور حدیث نے یہ کہکر کہ جو بچے دنیا میں پیدا ہوتے ہیں ان سب کو شیطان چھوتا ہے مگر عیسیٰ کو شیطان نے نہیں چھوا مسیح کی ایسی پاکیزگی ظاہر کی ہے جو کسی انسان کو حاصل نہیں۔ اور صرف خدا ہی کے شایاں ہے۔ اس گہرے رشتہ کو ظاہر کرنے کے لئے انجیل نے مسیح کو صرف خدا سے پیدا ہوا ہی نہیں بتایا بلکہ ان سب کو خدا کی فرزندیت کا درجہ دیا ہے۔ جو مسیح یسوع سے محبت رکھتے ہیں اور اس کے خدا کے فرزند ہونے کے دعویٰ پر ایمان لاتے ہیں۔

(١) جس کا یہ ایمان ہے کہ یسوع ہی مسیح ہے وہ خدا سے پیدا ہوا ہے اور جو کوئی والد سے بھی محبت رکھتا ہے وہ اسکی اولاد سے بھی محبت رکھتا ہے۔ جب ہم خدا سے محبت رکھتے ہیں اور اُسکے حکموں پر عمل کرتے ہیں تو اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا کے فرزندوں سے بھی محبت رکھتے ہیں ١ یوحنا ٥: ١-٢۔

(٢) لیکن جتنوں نے اُسے (مسیح یسوع کو) قبول کیا اس نے اُنہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا ہے۔ یعنے انہیں جو اُسکے نام پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادے سے۔ بلکہ خدا سے پیدا ہوئے۔ انجیل یوحنا باب ١ آیات ١٢-١٣۔

ملکر کھانا پینا اتحاد کا ایک بڑا باعث ہو

اگر اہل ہند چھوت نہ رکھیں اور مل جلکر کھائیں پئیں تو یگانگت جلد حاصل ہوگی۔ ہمارے ملک میں بعض لوگ ایک قسم کی اشیا کے کھانے کو منع کرتے ہیں اور بعض دوسری قسم کی اشیا کو جس سے مخالفت اور دشمنی پیدا ہوتی ہے برخلاف اس کے مسیح یسوع نے فرمایا کہ انسان کا دل کسی قسم کی کھانے پینے کی چیز سے ناپاک نہیں ہوتا۔ بلکہ ان بدخیالوں سے ناپاک ہوتا ہے جو دل ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ دیکھو انجیل متی ١٥: ١٠-١١۔ جہاں پر لکھا ہے کہ پھر مسیح نے لوگوں کو پاس بلا کر کہا کہ سنو اور سمجھو کہ جو چیز منہ میں جاتی ہے وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی مگر جو منہ سے نکلتی ہے وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے۔ جب مسیح کے شاگردوں کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی تو انہوں نے مسیح سے اس کا مطلب پوچھا جس نے جواب دیا کیا تم نہیں سمجھتے کہ جو کچھ منہ میں جاتا ہے وہ پیٹ میں پڑتا اور پاخانہ میں نکلجاتا ہے مگر جو باتیں منہ سے نکلتی ہیں وہ دل سے آتی ہیں اور وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہیں۔ کیونکہ بُرے خیال۔ خونریزیاں۔ زناکاریاں۔ حرامکاریاں۔ چوریاں۔ جھوٹی گواہیاں۔ بدگوئیاں دل ہی سے نکلتی ہیں۔ یہی باتیں ہیں جو آدمی کو ناپاک کرتی ہیں متی ١٥: ١٧-٢٧۔

(٣) پھر مختلف مذاہب میں حرام حلال پر جھگڑا ہوتا ہے مگر مسیح نے اپنے رسول پولوس کی معرفت اخط کرنت ١٥: ٢٣-٢٧ میں اس مسئلہ کو ایسی خوبی سے حل کیا ہے کہ مزید بحث کی گنجائش ہی نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ سب کچھ میرے لئے حلال ہے۔ پر سب کچھ کا موقع نہیں۔ سب کچھ میرے لئے حلال ہے پر سب کچھ ترقی نہیں بخشتا۔ کوئی اپنی بہتری نہ ڈھونڈے بلکہ ہر ایک دوسرے کی بہتری چاہے۔ جو کچھ قصابوں کی دکانوں پر بکتا ہے وہ کھاؤ اور دینی امتیاز کرکے کچھ نہ پوچھو کیونکہ زمین اور اسکی معموری خداوند کی ہے۔ پر اگر غیر مذاہب والوں سے کوئی تمہاری دعوت کرے اور تم اس کے یہاں جانے کو راضی ہو تو جو کچھ تمہارے سامنے رکھا جائے کھاؤ اور دینی امتیاز کرکے کچھ نہ پوچھو۔ اہل ہند اس تعلیم پر عمل کرکے ہر مذہب و ملت و قوم کے لوگوں کے ساتھ مل جلکر کھا پی سکتے ہیں۔ اور امن و چین سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

(٤) پھر خط رومیوں کو باب ١٤ آیات ١-٣ میں ذکر ہے کہ کمزور ایمان والے کو اپنے میں شامل کرو مگر شک و شبہ کی تکرار کے لئے نہیں۔ ایک کا اعتقاد ہے کہ ہر چیز کا کھانا روا ہے اور کمزور ایمان والا ساگ پات ہی کھاتا ہے کھانے والا اُسکو جو نہیں کھاتا حقیر نہ جانے اور جو نہیں کھاتا وہ کھانے والے پر الزام نہ لگائے کیونکہ خدا نے اسے قبول کر لیا ہے خط رومیوں کو باب ١٤ آیات ١٥-٢١۔ پس ہم ان باتوں کے طالب رہیں جن سے میل ملاپ اور باہمی ترقی ہو۔ کھانے کی خاطر خدا کے کام کو نہ بگاڑو۔ ہر ایک چیز پاک تو ہے مگر اُس آدمی کے لئے بُری ہے جسے اُس کے کھانے سے ٹھوکر لگتی ہے۔ یہی اچھا ہے کہ تو گوشت نہ کھائے نہ مے پیئے۔ نہ اور کوئی ایسا کام کرے جس سے تیرا بھائی ٹھوکر کھائے یا سست ہو جائے۔

(٥) پھر خط اول کرنتھی باب ٨ آیت ٨ میں آیا ہے کہ کھانا ہمیں خدا سے نہیں ملائیگا۔ اگر ہم نہ کھائیں تو ہمیں کچھ نقصان نہیں اور اگر کھائیں تو کچھ نفع نہیں۔ پس نتیجہ نکلا (١) کہ کوئی کھانا ناپاک نہیں اور روح پر ... کا کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ کھانا خواہ کسی قسم کا ہو وہ ایک مادی شے ہے۔

نہ کہ روحانی۔ اس لئے مناسب ہے کہ جس قسم کا کھانا جسم کے لئے صحت آور ہے کھاؤ اور جس کے کھانے سے صحت کا نقصان ہو وہ نہ کھاؤ اور نہ ہی اس قسم کا کھانا کھاؤ جس کے کھانے سے تمہارے ہم وطن بھائی کا دل دکھے۔ کیا یہ امن صلح یگانگت و اتحاد پھیلانے والی تعلیم نہیں ہے۔ (باقی آئندہ)

راقم۔ جے۔ ڈانیل۔

مسیحیت کی فتح اور احمدیوں کا فرار

مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۶ء کو شیخوپورہ میں مسیحیوں کی طرف سے بشارتی جلسوں کا انتظام تھا۔ اور خاص شیخوپورہ کے لئے مسئلہ تناسخ اور عالمگیر مذہب دو مضمون پادری عبدالحق صاحب فاتح قادیان کے لئے تھے اور مسئلہ نجات اور حدوث روح دو مضمون پادری سلطان محمد خاں افغان کے لئے مقرر تھے۔ مگر چونکہ پادری سلطان محمد خاں صاحب کسی خاص وجہ سے تشریف نہیں لا سکے۔ اس لئے اُن کا وقت اور مضمون رہ گئے اور پادری عبدالحق صاحب نے اپنے مضامین کو مورخہ ۲۲۔ ۲۳ جولائی کو پیش کئے۔ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۲۶ء کے ۱۱ بجے کے بعد شیخوپورہ کی احمدی جماعت کی طرف سے مسٹر عصمت اللہ وکیل شیخوپورہ نمائندہ ہو کر ہمارے پاس تشریف لائے اور ہماری جماعت میں فیصلہ ہو چکا تھا کہ احمدیوں نے مباحثہ کرنا منظور کر لیا تو پادری سلطان محمد خاں کے مضامین کے بجائے دو دن مباحثہ کے لئے رکھے جاوینگے اور چونکہ مرزائی جماعت نے مناظرہ منظور کر لیا۔ اس لئے مسٹر عصمت اللہ صاحب وکیل نے مباحثہ کے شرائط طے کر لئے اور مشن احاطہ میں شرائط نامہ لکھا گیا اور چند مسیحی اصحاب اور مسٹر عصمت اللہ کی موجودگی میں مفصلہ ذیل شرائط اور قواعد و ضوابط منظور کئے گئے۔

(۱) تاریخ ۲۳ و ۲۴ جولائی ۱۹۲۶ء وقت ۶ بجے سے آٹھ بجکر ۵ منٹ تک۔

(۲) مضامین دو ہونگے (الف) مسیحیت مرزا قادیانی مدعی احمدی۔ معترض مسیحی۔ (ب) کفارہ۔ مدعی مسیحی۔ اور معترض احمدی۔

(۳) پہلی اور آخری تقریر مدعی کی ہوگی۔

(۴) دعویٰ اور تشریح دعویٰ اور دلائل اپنی اپنی مسلمہ الہامی کتب سے پیش کرنے ہونگے۔

(۵) وقت کی تقسیم یوں ہوگی۔ پہلے چالیس منٹ مدعی کی تقریر ہوگی پھر ۱۵ منٹ معترض کے لئے ہونگے اور باقی وقت دس دس منٹ کی تقریریں ہونگی۔

(۶) سوائے مناظرین کے فریقین میں اگر کوئی اور شخص مناظرہ کے وقت بولیگا تو مباحثہ بند کیا جاویگا اور اس کی ذمہ واری بولنے والے فریق پر عائد ہوگی

دستخط پادری بوٹامل اسسٹنٹ خزانچی شیخوپورہ

دستخط عصمت اللہ وکیل شیخوپورہ

شرائط نامہ مذکور پر دستخط کرنے کے بعد مسٹر عصمت اللہ اپنی جماعت میں تشریف لے گئے اور دو گھنٹے کے بعد چند احمدی معہ مسٹر عصمت اللہ وکیل پھر مشن احاطہ میں تشریف لائے اور کہنے لگے کہ وہ شرائط نامہ ہماری جماعت منظور نہیں کرتی ہے جو عصمت اللہ صاحب نے منظور کیا ہے۔ اور چونکہ ہمارے مناظر ابھی تشریف لائے ہیں۔ وہ اس شرائط نامہ کو نامنظور کرتے ہیں۔ اس لئے اپنا کاغذ واپس لے لو اور ہمارا کاغذ واپس دیدو۔ ہم نے کاغذ نہ دیا اور اُن کے سامنے اظہار افسوس کیا۔ آپ لوگوں نے ایک وکیل جیسا کہ بی۔ اے کر اور پھر ایل ایل بی کو نمائندہ بنا کر ہمارے پاس بھیجا اور ان کا ساختہ پرداختہ منظور نہ کیا۔ جس پر مسٹر عصمت اللہ صاحب بھی سخت نادم تھے۔ ناچار ایک طرف کھڑے ہو کر احمدی شرافت اور اپنی امانت پر نالاں تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ احمدیوں نے شرائط نامہ کیوں منظور نہ کیا۔ غالباً اسکی یہ وجہ ہوگی کہ ان کے مناظر نے مضامین مناظرہ پر ملاحظہ کر کے اپنے آپ کو سخت مصیبت میں مبتلا دیکھا ہوگا کیونکہ منظور شدہ مضامین میں مضمون (۱) مسیحیت مرزا قادیانی کا موجود تھا۔ (۲) دعوے اور دلائل اپنی اپنی مسلمہ الہامی کتب سے دینے کی قید لگی تھی۔ انہیں باتوں کو دیکھ کر احمدی مناظر گھبرا گئے ہونگے۔ پھر مقابل میں پادری عبدالحق صاحب جیسے پھر بھلا شرائط کی کس نے پابندی کرنا تھی بیچارے احمدیوں کا اب تو یہی ڈھب ہوا کہ شرائط نامہ کو نہ منظور کرنے کے اور کسی بات میں رہا ہی نہ تھا۔ وہ بار بار کہتے جاتے تھے کہ ہم حضرت محمد کی نبوت کے مدعی ہونگے۔ ہم نے کہا پہلے اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرو اور پنجاب کے چند معتبر اہل سنت جماعت کے علمائے دستخط اپنے ثبوت میں پیش کرو تا یقین ہو جائے کہ احمدی مسلم ہیں۔ جب تک یہ نہ ہو تب تک ہم مرزائیوں سے نبوت محمدیہ پر مناظرہ نہیں کرتے۔ کیونکہ حضرت محمد کی امت نے مرزا صاحب کو مخالف مسیح یا مسیح الدجال کے فتوے دیکر اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ مرزا صاحب کے ساتھ آپکے مرید بھی ہیں۔ لہذا احمدی اصحاب کو ہم نبوت محمدیہ کے مسئلہ پر ذمہ وار جماعت نہیں جان سکتے۔ اس لئے ان سے نبوت محمدیہ پر بحیث مباحثہ کرنا مناسب نہیں جانتے ہیں۔ ۶ بجے جلسہ کا وقت تھا اور مقررہ وقت پر جلسہ فراہم ہوا۔ اور ۸ بجے بخیریت تمام ہوا۔ ۲۳ جولائی عالمگیر مذہب پر پادری عبدالحق فاتح قادیان نے ایک گھنٹہ تقریر کی۔ جس پر احمدیوں نے بہت سے ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر پھر کیا بنتا تھا۔ آخرکار عاجز ہو کر رہ گئے اور پادری صاحب ۲۴ تاریخ کو شیخوپورہ سے دوسری جگہ لیکچر دینے چلے گئے۔ اگر ان حالات کی بنا پر ہمارے احمدی دوست اپنی فتح کے راگ گائیں تو گاتے رہیں۔ پر حقیقت یہی ہے جو ہم نے بیان کر دی ہے۔

پادری بوٹامل

علیگڈھ ۱۳ اگست۔ آل انڈیا مسلم تعلیمی کانفرنس کا آئندہ سالانہ اجلاس ہفتہ کرسمس میں دہلی میں منعقد ہوگا۔

(بندے ماترم)

بخدمت جناب علّامہ حضرت عرش فاروقی صاحب بریلی

مکرم بندہ۔ تسلیم۔

جناب کا "کھلا خط" بنام خاکسار "نور افشاں" میں نظر سے گذرا۔ جواباً عرض ہے کہ "جذبات عالیہ" کے عنوان سے جو کلام شائع ہوا ہے۔ اگر وہ جناب کا ہے تو خاکسار اس اخلاقی جرم کی بابت نہایت افسوس کے ساتھ آپ سے معافی چاہتا ہے اور گذارش کرتا ہے کہ اگر آپ کی زیر بحث غزل کا کچھ حصہ رسالہ عالمگیر بابت جون میں شائع ہو چکا ہے؟ تو یہ فرمائیے کہ غزل کا باقی حصہ آپ کی بیاض سے اڑ کر خاکسار تک کیسے پہنچ گیا؟ جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ حالانکہ خاکسار کو جناب سے غائبانہ تعارف بھی حاصل نہیں۔ جناب۔ مجھے معاف فرمائیں کہ سرقہ کا الزام مجھ پر عائد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ آپ کے "حاشیہ نشین" پر جنکی ضد اور اصرار کی وجہ سے مجھے رسوا ہونا پڑا۔ رہی یہ بات کہ یہ غزل میرے نام سے کیوں شائع ہوئی۔ یہ ایک راز ہے جو بعد میں ظاہر کیا جائیگا غزل کے عیوب و نقائص پر جو حرف گیری ہو سکتی ہے اُس میں بھی خاکسار بری الذمہ ہے کیونکہ یہ بھی انہیں صاحب کی "عروض دانی" ہے جو "اہل زبان" اور "زبان دان" ہیں اور "عروض دانی" "سخنوری" اور "علمی قابلیت" میں جناب کے . . . . . ہیں۔ جب مولانا پروفیسر محمد یوسف خاں صاحب تسلیم شادانی موسم گرما کی تعطیلات بسر کر کے لاہور تشریف لائینگے تو وہ خط و کتابت جو میرے اور آپ کے "حاشیہ نشین" کے درمیان آپ کا کھلا خط چھپنے کے بعد ہوئی ہے اُن کے سامنے رکھ دی جائیگی۔ تاکہ وہ فیصلہ کر سکیں۔ پھر اس معاملہ پر پوری تفصیل سے عرض کرونگا۔ انشاء اللہ۔

باقی جو کچھ جناب نے تحریر فرمایا ہے اس کا جواب دینا مناسب نہیں۔ دیگر اگر آپ کچھ لکھنا چاہیں تو مجھے پتہ ذیل پر یاد فرمائیے۔

خاکسار۔ غلام حیدر۔ کیمپ گروہ۔ ضلع لائلپور۔

خبریں

انگلستان کو معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب دسمبر میں کلکتہ جائیگا اور دہلی میں پندرہ روز کے لئے ٹھہریگا۔ ... غالب کرسمس کے ایام میں آئیگا۔

(رنجیدہ اتریم)

ٹورینٹو۔ ۲۹ اگست سرتی دیجے راگھوا چاریہ جو ہندوستان کے نمائندہ بن کر کنیڈا آگئے ہیں انہوں آج کینیڈا کی قومی نمائش کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر کئی ہزار تماشائی موجود تھے۔ سات ہزار فوجی پنشن یافتہ بڑھے سپاہیوں نے اپنی اپنی وردیاں پہنکر قواعد میں حصہ لیا۔ سروجے راگھوا چاریہ نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے ہندوستان اور کینیڈا کے درمیان گہرے تجارتی تعلقات ہونے کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ یہ تجارتی زنجیر تمام سلطنت برطانیہ اور اسکی نو آبادیوں کے درمیان مضبوطی سے قائم رہنی چاہیے۔

(ر)

ہانگو۔ ۳ اگست مشہور مزدور ایجی ٹیٹر کا سر اڑا دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ شانگھائی سے یہاں اس غرض کے لئے آیا تھا کہ کینٹن کے بولشویکوں کے حق میں یہاں بے چینی پھیلائے۔ کئی دوسرے ایجی ٹیٹروں اور ماتحت افسر بھی دشمنوں سے ملے ہوئے ہونے کے الزام میں گرفتار کرلئے گئے ہیں اور کئی کو سزائے موت دیگئی ہے۔

(ر)

درحقیقت ایک آزاد اور خود مختار ملک کے لئے اس بیسویں صدی میں غلامی اور بردہ فروشی کا مکروہ دھندا ہوا کام جاری رکھنا نہایت شرمناک ہے۔ اور ہمیں یہ خبر سنکر نہایت اطمینان و خوشی ہوئی ہے کہ مہاراجہ صاحب نیپال نے اس کلنک کے ٹیکے کو اپنی ریاست کے ماتھے سے دور کر دیا ہے۔

ہم مہاراجہ صاحب بہادر کو اُن کی اس دور اندیشی اور آزاد خیالی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ اُن کے عہد حکومت میں اُن کی رعایا آزادی قوم پرستی اور حب الوطنی کے میدان میں روز افزوں ترقی کرتے ہوئے براعظم ایشیا میں جلد اس ممتاز درجہ کو حاصل کریگی۔ جو کہ جاپان کو حاصل ہو چکا ہے اور جس کے حصول کے لئے آجکل افغانستان کمال سرگرمی و مستعدی سے کوشاں ہے۔ ہندوستانی والیان ریاست کو بھی اپنی ان دونوں ہمسایہ آزاد حکومتوں کے طریق عمل کی پیروی سے پورا پورا فائدہ اٹھانا اور اپنی ریاستوں میں جسقدر جلد ممکن ہو آئینی اصلاحات کو رواج دیکر مناسب حال ہو سکیگی۔ ایثار نفسی و آزاد خیالی سے جمہوریت کے اصولوں کی تعلیم دینا اور قومی و ملکی ترقی کے راستے پر چلانا چاہیے . . .

. . . .

. . . .

(ر)

کچھ عرصہ ہوا مجوزہ انڈین نیشنل یونین کے متعلق پنڈت موتی لال نہرو اور مولانا ابوالکلام آزاد کے دستخطوں سے جو اعلان شائع کیا گیا تھا۔ اس میں فرقہ وارانہ انجمنوں کی ذیل میں ہندو سبھا کا خاص طور پر نام لے کر ذکر کیا گیا تھا۔ لیکن مسلم فرقہ وارانہ انجمنوں میں سے کسی کا نام نہیں لیا گیا تھا۔ اس بلاوجہ امتیاز پر لوگوں کی طرف سے پروٹسٹ کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اب پنڈت موتی لال نہرو نے ایک اور بیان شائع کیا ہے۔ جس میں تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ خلافت کمیٹی بھی ایسی فرقہ وارانہ انجمنوں میں جن سے مجوزہ نیشنل یونین کے ممبران کو علیحدہ ہونا پڑیگا۔ شامل ہے۔ اب اس یونین کی کانسٹی ٹیوشن تیار کرنے کے لئے ۱۰ ستمبر کو دہلی میں ایک اجلاس منعقد کیا جائیگا۔ دیکھیں پنڈت نہرو کے متذکرہ بالا اعلان کے بعد اب مسلم لیڈر ان خصوصاً خلافتی

لیڈر ان اس یونین کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہیں۔

(۱۴)

لکھنؤ ۳۱ اگست۔ پنڈت موتی لال نہرو نے انڈیا ڈیلی ٹیلیگراف خرید لیا ہے۔ مسٹر سی۔ ایس رنگا آئر ممبر لیجسلیٹو اسمبلی اور مسٹر تھیا جوزف اس کے جائنٹ ایڈیٹرز ہونگے۔ مسٹر جوزف اس سے پہلے سرونٹ آف انڈیا کے ایڈیٹر اور کرانیکل بمبئی کے جائنٹ ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔

(۱۵)

لاہور ۳۱ اگست۔ کل صبح لاہور میں تقریباً دو گھنٹے بارش ہوئی۔ چوک جھنڈا۔ چوڑی سری۔ چنگڑ محلہ میں بہت سے مکانات گر گئے ہیں۔ گوالمنڈی میں تو ایک قسم کا سیلاب آ رہا تھا۔ راجہ رام سٹریٹ چونکہ سب سے نیچی سطح میں واقع ہے۔ وہاں پانی کا بہت زور تھا۔ بازاروں گلیوں میں تین تین گز پانی بہہ رہا تھا۔ رام سٹریٹ کا بہت سا حصہ بہہ گیا ہے۔ پانی کے نل جو سڑک کے نیچے سے ہو کر گذرتے تھے بالکل ننگے ہو گئے ہیں۔ اگر سڑک کی مرمت نہ کی گئی تو ایک دو دن میں وہ ٹوٹ جائینگے۔

(۱۶)

امرتسر ۳۰ اگست۔ پنجاب کے دیہات میں پنچایتوں کے متعلق قانون کی دفعہ ۴ کے ماتحت عمل کرتے ہوئے وزارت تعلیم نے اعلان کیا ہے کہ ضلع امرتسر میں واقع دو مواضعات ککڑ صاحب اور ہرنام پور میں پنچایتیں قائم کی جائینگی۔ ان مواضعات کے باشندوں کو اگر اس تجویز کے خلاف کوئی عذرات ہوں تو وہ تین ماہ کے اندر اندر ڈپٹی کمشنر کی معرفت گورنمنٹ پنجاب کے پاس بھیج سکتے ہیں۔

(۱۷)

بیزواڈہ ۲۸ اگست۔ اندھرا یونیورسٹی کے پریذیڈنٹ مہاراجہ صاحب نے ایک لاکھ روپیہ کا چیک یونیورسٹی مذکورہ کے لئے وائس چانسلر صاحب کے حوالہ کیا۔ چنانچہ سوموار کو گورنر مدراس چانسلر یونیورسٹی ہذا کو چیک سینٹ افتتاح کرینگے۔ نذر کیا جائیگا۔

(۱۸)

چٹا گاؤں ۲۵ اگست۔ ''فارورڈ جیوتی'' کو معلوم ہوا ہے کہ ۱۸ اگست کو ۳ بجے انگلش ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کے مکان پر ایک بم گرا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تو بال بال بچ گئے۔ لیکن مکان کا ایک حصہ گر گیا۔

(۱۹)

ایتھنز ۲۶ اگست۔ سابق ایڈمرل جنرل کونڈلس اور ہوائی جہازوں کے سردار جنرل ڈیلس نے جنرل پنگلس کو ہوائی جہاز کے ذریعہ بھگا کرلے جانے کی کوشش کی۔ جہاں پر ہر دو اصحاب کو گرفتار کیا گیا۔

جنرل پنگلس کو جزیرہ کریٹ میں تبدیل کیا گیا ہے جہاں پر تمام اصحاب اس کے مخالف ہیں

(۲۰)

شیلانگ ۳۱ اگست۔ کھاسی کے پولیٹیکل کمشنر میکڈانلڈ کو جس پر ڈاکوؤں کو پناہ دینے کا الزام عائد تھا ایک سال قید کی سزا دی گئی ہے مجسٹریٹ نے اپنے فیصلہ میں ملزم کو زیر دفعہ ۲۱۲ تعزیرات ہند مجرم قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ملزم جو ایک تعلیم یافتہ اور بارسوخ آدمی ہے۔ ڈاکوؤں کو گرفتاری اور سزا سے بچنے کے لئے مدد دیتا رہا ہے۔ حالانکہ اس کا صریح فرض تھا کہ وہ پبلک انصاف میں مدد دیتا نہ کہ اس کے راستہ میں حارج ہوتا یہ ایک ایسا جرم ہے جس کے لئے عبرت انگیز سزا دی جانی چاہئے۔

(۲۱)

سرونٹ آف انڈیا سوسائٹی کے ریلیف فنڈ میں ابھی تک ۱۰۵۰۹ روپیہ ہوچکا ہے (۲۲)

غیر مفید بنا دیتی کہ وہ اپنی ہی ہستی میں محدود رہتا ہے۔ یعنی کہ وہ اپنا دائرہ استفادہ کا مرکز خود ہی بنجاتا ہے۔

خداوند یسوع مسیح چاہتے ہیں کہ اپنے شاگردوں کو حقیقی مفید بننے کی اعلیٰ منزل کی سیدھی راہ بتائیں۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ انہوں نے اسی پیالہ کو پی کر اور اسی صلیب کی راہ پر چلکر اس اعلےٰ منزلت کو حاصل کیا۔ جو اُن کے اپنے زمانہ میں اور مابعد کے زمانوں میں انکو حاصل ہوئی۔

اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ دنیا میں جو لوگ سچ مچ کسی مفید کام کے سبب مشہور ہوئے ہیں اور لوگ اُن کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ملکوں میں اُنکی یادگاریں بنی ہیں۔ وہی ہیں جنہوں نے دوسروں کی خاطر اپنے وقت کو اپنی طاقت کو اپنے آرام کو دیدیا۔ دوسروں کی مصیبتوں کو اپنی مصیبت بنایا دوسروں کے دکھوں کو اپنا دکھ بنایا۔ ایسے محتاجوں اور مصیبت زدوں کے درمیان رہ کر اور اپنے آپ اُن کے بیچ کا ایک شمار کر کے اُن کی مدد کی اور اُن کو اُٹھایا۔ ڈاکٹر سٹینلے جونس نے ایک دفعہ ایک شخص کی بابت بتایا جسکی نسبت اُن کے دل میں اعلیٰ خیال تھے۔ جسکو سچ مچ وہ عالی حوصلہ شخص سمجھتے تھے۔

اُنکی نسبت وہ یوں بیان کرتے تھے کہ یہ شخص میتھوڈسٹ مشن میں ایک معمولی مناد تھا۔ جب گذشتہ جنگ میں بھرتی شروع ہوئی تو اُس کی مسیحی جماعت کے بہت سے لوگ بھنگیوں میں بھرتی ہو کر سمندر پار گئے۔ یہ شخص بھی چاہتا تھا کہ اُن کے ساتھ کسی نہ کسی طرح چلا جائے۔ جب اُسکی اور بہت سی تجویزیں ناکام ہوئیں اور اُن کے ساتھ جانیکی اور کوئی صورت نظر نہ آئی تو اُس نے بھنگیوں میں اپنا نام لکھا لیا اور بھرتی ہو گیا اور اپنے لوگوں کے ساتھ گیا ایام جنگ میں یہ شخص اپنی اُس جماعت کی مشکلات میں شریک رہا۔ ان کے دکھوں میں اپنے دکھ تھے۔ اُن کی بیماری اور لاچاری میں اُن کی امداد کرتا رہا۔ ان کے لئے چٹھیاں لکھتا رہا۔ اُن کو اس پردیس میں حوصلہ دیتا رہا۔ اُن کی تسلی کا باعث ہوا۔ اب یہ ممکن ہے کہ اس بیچارے کو کوئی نہ جانتا ہو۔ اور کسی کو معلوم بھی نہ ہو کہ یہ شخص کون ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس صلیب نے جو اس نے اختیار کی اُسکو اُس کے ساتھیوں سے کہیں بلند اُٹھا دیا ہے۔ جو کوئی اُسکی بابت سنتا ہے اُسکو ایک عالی حوصلہ شخص جانتا ہے۔ یہ ہے مسیح کے دائیں اور بائیں بیٹھنے کی راہ کہ تم دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے کیا کچھ چھوڑتے ہو اور کیا کچھ کرتے ہو۔

چند سال ہوئے ہیں کہ ملک جاپان میں ایک شخص ہوگذرا ہے جو کئی طرح سے بہت مشہور تھا۔ یہ شخص جب بدھ مذہب رکھتا تھا اپنے طالب علمی کے زمانے میں نہایت ہی لائق اور چوٹی کا طالب علم تھا۔ یہ شخص اکنومکس میں سب سے اوّل درجہ رکھتا تھا شاعر تھا۔ تاریخ دان تھا۔ غرض دنیوی میدان سے کئی ایک ایسی خوبیاں رکھتا تھا کہ اگر وہ چاہتا تو ملک جاپان کی سلطنت میں یہ شخص بہت اونچے درجہ پر مامور ہوتا۔ مگر اپنے عیسائی ہونے کے بعد اس نے نہایت ہی غریب لوگوں میں کام شروع کیا اور جب اس پر بھی اُسکو تسلی نہ ہوئی تو انہیں کے بیچ میں جا رہا۔ اپنے آپ کو اُن میں سے ایک بنا لیا۔ اُن کی مشکلات کو اپنی مشکلات بنایا۔ اُن کے دکھوں کو اپنا دکھ بنایا۔ اُن کی غریبی میں اُن کا ساتھ دیتا رہا اور اس طرح ہمدردی اور محبت اور بڑی محنت سے اُن کو فائدہ پہنچاتا رہا۔ آخر اُس کے کمزور جسم کے لئے یہ جانفشانی اور خود اختیار کردہ مفلسی اس قدر زیادہ تھی کہ بیچارہ بہت مدت تک جی نہ سکا۔ ایسی عالی حوصلگی کی مثالیں ہمیں بہت صفائی سے خداوند مسیح کے مطلب کو ہم پر روشن کر دیتی ہیں کہ عظمت کی راہ محض خدمت ہے۔ اور اعلیٰ رتبہ کی راہ صلیب ہی ہے۔

وزیر چند

حجاز میں بارش۔ حجاج کا بیان ہے کہ امسال مکہ مکرمہ میں موسلا دھار بارش ہوئی۔

لاہور ۳۰ اگست صبح ۶ بجے سے ۹ بجے تک خوب بارش ہوئی۔

سیالکوٹ کنونشن

از ستمبر ۲۲ تا ستمبر ۲۸ سنہ ۱۹۲۶ء

یہ تیئیسویں سالانہ کنونشن بمقام سیالکوٹ ۲۲ ستمبر کی شام کو شروع ہوگی اور ۲۸ ستمبر کی شام کو ختم ہوگی کنونشن ہذا فقط روحانی زندگی کو بڑھانے کے واسطے ہے۔

بولنے والے اور لیڈرس

پادری اے۔ ریلیا۔ ام صاحب۔
پادری جے۔ ڈیوڈ اسن صاحب
پادری۔ ڈی کلیمنٹس صاحب۔
پادری کینن جے۔ ایس سی بنرجی صاحب
پادری عبد الحق صاحب
پادری آر مکیفن پٹرسن صاحب۔
پادری جے پنگون جونس صاحب
پادری ٹھاکر داس صاحب
پادری برکت مسیح صاحب
ڈاکٹر ایم۔ ایم براؤن صاحب
پادری وزیر چند صاحب
ڈاکٹر ای۔ ای فائٹ صاحب

روزانہ پروگرام

۳۰-۸ بائبل سٹڈی
۳۰-۱ بعد دوپہر (۱) پنجابی میٹنگ
(۲) نوجوان لڑکیوں کیواسطے میٹنگ
(۳) نوجوان لڑکوں کیواسطے میٹنگ
(۴) بچوں کے واسطے میٹنگ۔
۳۰-۴ شام انگریزی میٹنگ
۰-۸ شام۔ جنرل میٹنگ

دعائیہ کمرے

ایک دعائیہ کمرہ مردوں کے واسطے اور ایک عورتوں کے واسطے مخصوص ہوگا۔ امید واثق ہے کہ بہت سے ان دعائیہ کمروں میں رفاقت رکھنے سے بہت سی برکات حاصل کرینگے۔

رہائش

رہنے کا انتظام ڈرمیٹریوں۔ ڈبل فلائی ٹینٹوں سنگل فلائی ٹینٹوں اور چھولداریوں میں ہوگا۔ جن کا کرایہ بتدریج ۵ روپیہ فی ڈارمیٹری اور ڈبل فلائی ٹینٹ سے لیکر عہ فی چھولداری تک ہوگا۔

دعائیہ دن

برائے مہربانی ۔۔۔ یاد رکھیں کہ ماہ ستمبر کی ۱۲ اور ۱۹ تاریخ کے سبت خاص دعا کے لئے مقرر ہیں۔ جو سیالکوٹ کنونشن کے واسطے ہونگی۔ آؤ سب کنونشن کے دوست دعاؤں کی آواز کے نیچے اکٹھے۔۔ یکدل ہوجائیں۔ نہ صرف ان دو دنوں کے واسطے بلکہ ان دنوں میں بھی جبکہ ہم کنونشن کی انتظاری کر رہے ہیں۔ "تمہیں اس لئے نہیں ملتا کہ مانگتے نہیں۔"

اگر کوئی کسی کی نسبت دریافت کرنا چاہے تو مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کرے۔

کنونشن سکریٹری گوجرانوالہ

التماس

بخدمت بزرگان مسیحی شرکا

گذارش تصدیق کی یہ ہے کہ بندہ حضور ایک مسیحی (یو۔ پی۔ امریکن مشن کا) عیالدار استاد مدرس ہے اور اینگلو ورنیکلر آٹھویں جماعت ۱۹۰۷ء کا پاس شدہ ہے۔ اور جن صاحبان کو استاد مدرس کی ضرورت ہے۔ یاد فرما کر ممنون ومشکور کریں۔ بلانے پر حاضر خدمت ہوجاؤنگا اور صرف تین سارٹیفکیٹ واسطے ثبوت کے میرے پاس موجود ہیں۔ باقی سرٹیفکیٹ مسیحی چال چلن منحصر ہے۔ والسلام۔

الملتمس

منشی اے۔ ڈی۔ حبیب مقام چک نمبر ۶ رحم پور
ڈاکخانہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

ہماری بائبل مسلم علما

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بائبل بدل گئی۔ تحریف ہوگئی اس کی کچھ قدر وتوقیر نہیں ہوسکتی۔ وہ ایک فضول کتاب ہے۔ عیسائی اسکی اصلیت واعتبار کا۔ اسکی قدر ومنزلت کا کچھ بیان نہیں کرسکتے۔ کتاب ہذا میں اعتراضات مذکورہ کا دندان شکن جواب دیکر بائبل کی اصلیت واعتبار کا۔ بائبل کی قدر وقیمت کا ایسا بیان کیا گیا ہے جو نہ صرف ہر ایک بائبل کے مخالف کی تادیب کرے۔ بلکہ بائبل مقدس کی بابت ہر ایک مسیحی کے ایمان وامید ومحبت کو زیادہ کرے۔ ہر ایک مسیحی استاد ومبشر کی تقویت کا باعث ہو۔ ہر ایک متلاشی کے لئے تعلیم کا کورس ہو۔ اُردو زبان میں یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ ہے ضخامت دو سو صفحہ سے زیادہ ہے۔ قیمت بغیر محصولڈاک ایک روپیہ (عہ) پادری غلام مسیح ایڈیٹر نور افشاں میکلوڈ روڈ۔ لاہور سے طلب فرمائیں۔

ضرورت ۲/۲

ہمیں زنانہ ہسپتال مراکہ کے لئے ٹرینڈ نرس (دایہ) کی ضرورت ہے تنخواہ حسب لیاقت عشہ سے عشہ روپیہ ماہوار دی جائیگی۔ دو روپیہ ششماہی ترقی دی جاویگی۔ رہائش کے لئے مکان مفت۔ جلانے کے واسطے لکڑی فری مہیا کی جاویگی تمام درخواستیں معہ نقول سارٹیفکیٹ کارکردگی پتہ ذیل پر ارسال کریں

منیجر سکوٹش میڈیکل ہال مراکہ
ڈاکخانہ چوہنگ ضلع لاہور

مسٹر محمد یونس بیرسٹرایٹ لا پٹنہ نے اپنی منقولہ اور غیر منقولہ جائداد المیتی ۱۲ لاکھ روپیہ یتیم خانہ کے لئے وقف کر دی ہے۔ (مسلمان)

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اور چار ہندوستانی خواتین اسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔ خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ بجائے فیس سرکاری خرچ ہے۔ متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بوجہ نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہوسکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں [illegible] سے مالانہ تک۔ گرد کو تول عہ سے عہ تک۔

مزید حالات پرنسپل صاحب وہیڈماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہوسکتے ہیں۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں ۱۲/۲

(۱) دمہ خشک ہو یا تر اپنا مجرب اور نسخہ طبیہ دوا ہے دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہوکر آدمی تندرست ہوجاتا ہے قیمت عہ

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عہ

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ۔ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ ار
محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

ڈاکٹر اے۔ این اوبیڈایہ
خورجہ ضلع بلند شہر

پادری ڈبلیو جے۔ کلارک صاحب ایم۔ اے منیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا۔